بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ

حافظ عاکف سعید

۱۴/اگست —— ایک مجبور اور مقہور قوم کا جشن آزادی

۱۴/اگست کی آمد آمد ہے۔ پی ٹی وی کے خبرنامے پر نگاہ ڈالیں تو پوری قوم گویا آزادی کا جشن نہایت ولولہ انگیز انداز میں منانے کیلئے مضطرب و بے چین اور آزادی کے جذبے سے سرشار ہی نہیں نہال اور سرمست نظر آتی ہے۔ ملک بھر میں سرکاری سطح پر رنگارنگ تقریبات کا اہتمام ایک ہفتہ پیشتر ہی شروع کیا جا چکا ہے جن کے انعقاد پر بے پناہ خرچ تو ہوگا ہی' انکی پبلسٹی پر بھی روپیہ پانی کی طرح بہایا جا رہا ہے۔ ۱۴/اگست کو سڑکوں پر جو ہلڑبازی مچے گی وہ اس پر مستزاد ہے کہ ہم بھی شاید بحیثیت قوم' مرزا غالب کی طرح "گھر کی رونق" کو "ایک ہنگامے پر موقوف" سمجھتے ہیں —— آزادی یقیناً اللہ کی ایک بہت بڑی نعمت ہے اور اس نعمت کی ناقدری کرنے والی قوم کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ آزاد فضا میں سانس لینے کا خیال بھی دل میں لائے۔ لیکن جشن آزادی اس طور سے منانا ایک مسلمان قوم کا شعار نہیں ہو سکتا۔ آزاد اور باشعور اقوام کیلئے 'یوم آزادی تو در حقیقت "یوم خود احتسابی" ہوتا ہے۔ وہ دن میلوں ٹھیلوں کی ہنگامہ آرائی اور ہلڑبازی کی بجائے سنجیدہ اور باوقار محافل کیلئے مختص ہونا چاہئے کہ جن میں قوم کے اہل فکر و نظر اور ملت کے درد مند جمع ہو کر نعمت آزادی کے حصول پر اللہ کا شکر بجالانے کے ساتھ ساتھ سالِ گزشتہ کی مجموعی قومی کارکردگی اور اپنے قومی اہداف و مقاصد کے تناظر میں سال بھر کے میزانیۂ نفع و نقصان پر ناقدانہ نگاہ ڈالیں اور اپنی قومی کوتاہیوں کا تعین کرتے ہوئے آئندہ ان کے ازالے کیلئے مناسب منصوبہ بندی کریں۔ یہ بات بھی بہت اہمیت کی حامل ہے کہ خود احتسابی کا یہ سارا عمل حقائق سے گریز کی بجائے اگر حقائق کا مواجہہ کرتے ہوئے کیا جائے گا تبھی نتیجہ خیز ثابت ہوگا۔ افسوس کہ ہمارا طرزِ عمل اسکے بالکل برعکس ہے۔ ہماری مثال اس ذہنی مریض کی سی ہے جو مسائل و حقائق کا مردانہ وار مقابلہ کرنے کی بجائے نشے میں مدہوش ہو کر خوابوں اور خیالوں کی دنیا میں مگن اور سرمست رہنے کو ترجیح دیتا ہے' یا پھر بحیثیت قوم ہم ان ناسمجھ بچوں کی مانند ہیں جنہیں کھلونے دے کر بہلانا حکمرانوں کیلئے چنداں مشکل نہیں ہوتا۔

مزید ستم ظریفی یہ ہے کہ اپنا ۵۲واں جشن آزادی اتنے جوش و جذبہ اور کروفر کے ساتھ منانے والی قوم اس حقیقت کو فراموش کئے ہوئے ہے کہ اس کی نااہلی اور بد اعمالی بلکہ صحیح تر الفاظ میں قیام پاکستان کے وقت اللہ سے کئے گئے عہد کی خلاف ورزی اور اللہ کے دین سے مسلسل بے وفائی کے نتیجہ میں فی الحقیقت آزادی کی نعمت اس سے سلب کی جا چکی ہے اور اب اس کا احساس آزادی ایک خود فریبی کے سوا اور کچھ نہیں۔ ذرا سوچئے! —— جس قوم کی اقتصادی پالیسیاں ورلڈ بینک اور آئی ایم ایف کی منظوری پر موقوف ہوں' جس کا قومی بجٹ عالمی مالیاتی استعمار کے انگوٹھے تلے تشکیل پاتا ہو' جس قوم کا "عوام دوست اور غریبوں کا درد رکھنے والا" وزیر اعظم ہیوی مینڈیٹ کے ہوتے ہوئے آئی ایم ایف کے دباؤ کے سامنے بے بس اور لاچار ہو کر غریب عوام پر مہنگائی اور گرانی کی بجلیاں وقتاً فوقتاً گراتے رہنے پر مجبور ہو' اسے آزاد قوم کہنے اور سمجھنے والا کوئی احمق ہی ہو سکتا ہے۔!!!

اسی طرح وہ "عظیم" مسلمان قوم جس کی "سیاسی آزادی اور خود مختاری" کا یہ عالم ہو کہ اس کے حکمران دنیا کی ایک ایسی سپر پاور کے سامنے برضا و رغبت سربسجود ہوں کہ جس کی رگِ جاں اس مغضوب علیہم قوم کے بے رحم خونی پنجوں میں ہو کہ جس کی اسلام ہی نہیں پاکستان دشمنی بھی روز روشن کی طرح عیاں ہو' —— جس کے ایک اشارے پر اس قوم کی تقدیر کے مالک وزیر اعظم اپنے ازلی دشمن بھارت کے سامنے اس کی تمام جائز و ناجائز شرائط کو تسلیم کرتے ہوئے قوم کی خواہشات اور امنگوں کے علی الرغم' بے چون و چرا ہتھیار ڈال دیں' —— اور جس پر اس دشمن ملک کی جرأت و جسارت اتنی بڑھ جائے کہ ہمارے نیوی کے ایک تربیتی جہاز کو ۱۶ افراد سمیت بغیر وارننگ کے مار گرانا اس کے نزدیک بچوں کا کھیل بن جائے اور ہماری بزدلی کا یہ عالم ہو کہ ہم تک تک دیدم' دم نہ کشیدم کی تصویر بن جائیں —— جس ملک کی سرزمین کو اسلام دشمن عالمی قوتیں' مجاہدین اسلام کو کچلنے اور امارتِ اسلامی افغانستان کو تہس نہس کرنے کے لئے بے دریغ استعمال کر سکیں اور جس کا مذہبی طبقہ اس کھلی غنڈہ گردی پر اگر احتجاج کی زبان کھولنا چاہے تو اس سپر پاور کے مزاج شاہاں کو یہ اس درجے ناگوار محسوس ہو کہ ان کی زبان بندی کا فرمان جاری کر دیا جائے اور دنیا بھر کے میڈیا میں ان کے خلاف ایک ہنگامہ کھڑا کر دیا جائے —— تو ایسی قوم اور ایسے ملک کو آزاد کہنا یا سمجھنا مغالطہ آمیزی اور خود فریبی نہیں تو اور کیا ہے؟

جشن آزادی پر ناچ گانے کا اودھم مچانے والے ہمارے حکمران اور عوام یہ بات کیوں نہیں سمجھتے کہ وہ بحیثیت قوم اس وقت اللہ کے عذاب کی گرفت میں ہیں۔ ذلت و مسکنت کا عذاب ہم پر مسلط ہے۔ اس عذاب سے نکلنے کی واحد صورت یہ ہے کہ اللہ کے عطا کردہ اس خطۂ زمین میں اللہ کے دین کو قائم و نافذ کر کے اللہ کے ساتھ اس قومی عہد شکنی کی تلافی کا سامان کریں جس کے ہم گزشتہ ۵۲ سالوں سے مرتکب ہوتے چلے آ رہے ہیں۔ اللہ کے دین سے بے وفائی اور غداری کی روش کو جاری رکھ کر اور سودی نظام کو برقرار رکھ کر' گویا اللہ اور رسولؐ کے خلاف جنگ جاری رکھتے ہوئے اگر ہم یہ سمجھتے ہیں کہ دنیا میں عزت و سربلندی' معاشی و اقتصادی خوشحالی اور حقیقی آزادی کی نعمت سے ہم شاد کام ہو سکتے ہیں تو یہ ہماری خام خیالی اور کوتاہ نظری ہے۔ ایں خیال است و محال است و جنوں!○○

تنظیم اسلامی فیروزوالا' حلقہ لاہور کے زیر اہتمام

اتوار 15/اگست بعد نماز مغرب

جلسہ عام میں امیر حلقہ لاہور مرزا ایوب بیگ

پاکستان کا مطلب کیا؟

کے موضوع پر خطاب کریں گے۔ ان شاء اللہ

بمقام: آمنہ شادی ہال' جی ٹی روڈ' چوک شاہدرہ

امریکہ مجاہد پیدا کرنے والی سرزمین افغانستان کو اسامہ کے بہانے راکھ کا ڈھیر بنا دینا چاہتا ہے

بھارت کے سابقہ سیکرٹری خارجہ نے کہا کہ نواز شریف بطور وزیر اعظم بھارت کے حق میں بہتر ہیں

پسپائی کی کوئی آخری حد نہیں ہوتی لہٰذا پستی کے مکین کے لئے زمین کی پیٹھ سے اس کا پیٹ بہتر ہے

مرزا ایوب بیگ' لاہور

جب سوویت یونین آف سوشلسٹ ریپبلک ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو گیا اور مشرقی یورپ سمیت ہر جگہ کمیونزم سرمایہ دارانہ جمہوری نظام کے آگے اوندھے منہ گر گیا تو نیٹو کے سربراہ سے پوچھا گیا کہ نیٹو کمیونزم کے مقابلے کے لئے قائم کیا گیا تھا تو کیا اب نیٹو کا جواز ختم نہیں ہو گیا؟ جس پر نیٹو کے سربراہ نے پرعزم انداز میں کہا کہ اسلام کا خطرہ ابھی باقی ہے!۔اس طے شدہ ایجنڈے پر حیران کن حد تک تیزی سے کام شروع ہو چکا ہے۔ کارگل کے مسئلہ پر اعلانِ واشنگٹن کے ذریعے پاکستان کی سیاسی حکومت اور عسکری قیادت کے درمیان اختلافات پیدا کر دیئے گئے ہیں' پاکستان کی سیاسی حکومت خصوصاً ذاتی طور پر نواز شریف کو امن کا چیمپئن اور مدبر کے طور پر پیش کیا جا رہا ہے اور پاکستان کی فوج کو Rogue Army یعنی بدمعاش فوج قرار دیا جا رہا ہے۔ پاکستانی فوج کو انتہائی غیر ذمہ دارانہ اور عالمی امن کے لئے شدید خطرہ ظاہر کیا جا رہا ہے۔ انہیں سرپھروں کا گروہ کہا گیا ہے۔ اس معاملے میں بھارتی حکومت بھی پیش پیش ہے۔ بھارت کے سابقہ سیکرٹری خارجہ جے این ڈکشت اور بھارتی وزیر اعظم واجپائی کے پرنسپل سیکرٹری این این وہرہ امریکہ میں نواز شریف کی حمایت اور فوج اور جہادی تنظیموں کے خلاف زبردست مہم چلا رہے ہیں۔ وہ امریکہ میں ایک تقریب سے خطاب کرتے ہوئے اپنے اصل عزائم کو چھپا نہیں سکے اور انہوں نے صاف صاف کہا ہے کہ پاکستان کے نواز شریف بطور وزیر اعظم بھارت کے لئے بہتر ہیں کیونکہ اگر وہ وزیر اعظم نہ رہے تو طالبان کی طرز کے بنیاد پرست اقتدار میں آ جائیں گے جو بھارت کے لئے دردِ سر بنیں گے اور ان سے نمٹنا بہت مشکل ہو گا۔ انہوں نے نواز شریف کو کھلم کھلا آفر دی کہ اگر ہمارے مفادات کا تحفظ کیا تو ہم انہیں ساری دنیا کی آسائشیں فراہم کر دیں گے۔ دونوں بھارتی ایلچیوں نے پاکستان کے وزیر اعظم میاں نواز شریف کی خوب تعریف کی (بحوالہ واشنگٹن نیوز ڈیسک روزنامہ نوائے وقت 7 اگست آخری صفحہ)

اس کے ساتھ ہی باوثوق ذرائع سے یہ اطلاعات اخبارات میں شائع ہو رہی ہیں کہ امریکہ نے پاکستان سے واضح جواب مانگ لیا ہے کہ آیا وہ ۲۴ ستمبر ۱۹۹۹ء تک سی ٹی بی ٹی پر دستخط کر رہا ہے یا نہیں۔ اور میاں نواز شریف نے اس حوالے سے فیصلہ کرنے کے لئے اگست کے آخری ہفتہ میں دفاعی کمیٹی کا اجلاس طلب کر لیا ہے تاکہ قطعی طور پر فیصلہ کیا جا سکے۔ بہرحال سی ٹی بی ٹی پر دستخطوں کے حوالے سے امریکہ اب پاکستان کے سر پر سوار ہے۔ ادھر افغانستان میں اچانک شمالی اتحاد کے تنِ مردہ میں جان پڑ گئی

تجزیہ

ہے اور اس نے طالبان پر بڑھ چڑھ کر حملے شروع کر دیئے ہیں اور بہت سی اہم پوزیشنوں پر قبضہ کر لیا ہے۔ تازہ ترین اطلاعات کے مطابق وہ بعض مقامات سے کابل کے قریب پہنچ جانے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ مصدقہ اطلاعات کے مطابق وسط ایشیا کی آزاد ہونے والی ریاستوں میں سے ایک ریاست کے ذریعے شمالی اتحاد کو اسلحہ کی بہت بڑی کھیپ احمد شاہ مسعود کو پہنچائی گئی ہے۔ ادھر پاکستان میں گوادر کی بندرگاہ میں ایک امریکی جنگی جہاز کے لنگر انداز ہونے کی اطلاعات ہیں۔ طالبان نے یہ الزام بھی لگایا ہے کہ اسلام آباد ہوائی اڈے پر امریکی جہاز اترے ہیں جن میں امریکی کمانڈوز تھے اور وہ اسامہ کی گرفتاری کے لئے پاکستان کو ذریعہ بنائیں گے۔ امریکہ اس وقت لفظ جہاد سے اتنا چڑ گیا ہے بلکہ صحیح تر الفاظ میں اتنا خوفزدہ ہے کہ وہ اپنی تمام قوت ان مسلمان ملکوں کے خلاف جھونک دینے پر آمادہ نظر آتا ہے جہاں جہاد کے حوالے سے سرکاری یا غیر سرکاری تنظیمیں سرگرمِ عمل ہیں۔ افغانستان میں طالبان کی وہ حکومت جسے ایک وقت میں اس نے قائم کرنے کے لئے بالواسطہ مدد کی تھی آج ہر جائز ناجائز طریقے سے اسے ختم کرنے پر تلا ہوا ہے۔ پہلے امریکی نکتہ نظر تو یہ تھا کہ ایران کی کٹر شیعہ حکومت کے خلاف افغانستان میں کٹر سنی حکومت قائم کی جائے اور انہیں باہمی تصادم کی راہ پر ڈالا جائے۔ کچھ عرصہ پہلے وہ کسی حد تک کامیاب بھی ہوا تھا۔ ایران اور افغانستان جنگ کے دہانے پر پہنچ گئے تھے لیکن اللہ کا شکر ہے بعد ازاں وہ امریکی چال کو سمجھ کر اپنے تعلقات کو کسی حد تک معمول پر لے آئے۔ طالبان کی حکومت جب حقیقی اسلام کے نفاذ کے راستے پر چل نکلی اور اُن کے طرزِ عمل نے مسلمانوں میں جہاد کا جذبہ اجاگر کرنا شروع کر دیا تو امریکی سانپ نے اپنی کھال بدل لی۔ یہاں ایک بات کا ذکر بڑا اہم ہے۔ امریکہ اسامہ فیکٹر کو جان بوجھ کر بڑھا چڑھا رہا ہے۔ امریکہ ایسے اقدام کر رہا ہے جس سے یہ ظاہر کرنا مقصود ہے کہ اسامہ امریکہ کے خلاف اچانک کوئی بہت بڑا اقدام اٹھانے والا ہے لہٰذا امریکہ اس کا توڑ کرنے پر مجبور ہے۔ بالکل اسی طرح جس طرح اُس نے عراق کو ایک بہت بڑی اور خوفناک قوت بنا کر دنیا کے سامنے پیش کیا تھا اور پھر صدام کے خلاف کارروائی کے بہانے خلیج میں اپنے پاؤں جما لئے تھے اب وہ افغانستان کو اسامہ کے بہانے تباہ و برباد کر دینا چاہتا ہے اور دنیا پر ظاہر کرے گا کہ ایک مجرم کی گرفتاری کے لئے یہ سب کچھ ناگزیر تھا۔ درحقیقت وہ اس طرح اسلامی مجاہد پیدا کرنے والی سرزمین کو ملیامیٹ کر دینا چاہتا ہے۔ راقم کوئی پیشین گوئی کرنے کی پوزیشن میں تو نہیں بہرحال رائے یہ ہے کہ سوویت یونین کے تجربے سے فائدہ اٹھاتے ہوئے وہ افغانستان میں کوئی براہ راست زمینی کارروائی نہیں کرے گا بلکہ فضائی حملوں سے اسے راکھ کا ڈھیر بنانے کی کوشش کرے گا۔ خاص طور پر بگرام کا وہ ہوائی اڈہ امریکی نظروں میں کھٹک رہا ہے جو روسیوں نے تعمیر کیا تھا جو دنیا کے بہترین ہوائی اڈوں میں سے ہے یہاں سے اڑنے والا ایک

لڑا کا طیارہ تیس منٹ میں آبنائے ہرمز پہنچ سکتا ہے جو دنیا کے اسی فیصد تیل کی تجارت کا واحد آبی راستہ ہے۔ اس کے ایک کنارے پر ایران اور دوسرے کنارے پر خلیجی ریاستیں ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ امریکہ نے یہ طے کرلیا ہے کہ افغانستان اور پاکستان جہاں جہاد کے جراثیم بڑی کثرت سے پائے جاتے ہیں وہاں یا تو اس کی خالص کٹھ پتلی حکومتیں قائم ہوں وگرنہ ان کی اینٹ سے اینٹ بجادی جائے۔ یہ ہے اصل وجہ کہ افغانستان میں احمد شاہ مسعود کی ہنگامی طور پر مدد کی جارہی ہے جو کھلم کھلا پاکستان کے خلاف اور بھارت کے حق میں بیان دے رہا ہے۔ اسی لئے پاکستان میں نواز شریف کی حکومت کو زبردست سپورٹ کیا جارہا ہے۔ امریکہ کو یقین ہے اور بالکل صحیح ہے کہ پاکستان میں نواز شریف جہادی تنظیموں سے میٹھی میٹھی باتیں بھی کرتے رہیں گے اور ان کی جڑیں بھی کاٹتے رہیں گے۔ یہ میٹھا زہر جہادی تنظیموں کے لئے امریکی بمبار طیاروں سے بھی تباہ کن ثابت ہو گا۔ اس سارے پس منظر کو سامنے رکھئے اور امریکہ کا اسامہ کے بارے میں ضرورت سے زیادہ بلکہ بہت زیادہ واویلے کو سمجھنے کی کوشش کریں تو اصل بات سمجھ آجائے گی۔ سیدھی سی بات ہے کہ وہ چاہتا ہے کہ ربانی یا احمد شاہ مسعود کی صورت میں افغانستان میں اس کی کٹھ پتلی حکومت قائم ہو جائے اور وہ مجاہد پیدا کرنے والی زمین کو راکھ کے ڈھیر میں بدل دے۔ اس کا دوہرا فائدہ ہو گا کہ دوسرے اسلامی ممالک بھی جہاد کے حوالے سے کانوں کو ہاتھ لگالیں گے۔ لیکن افغانستان میں وہ یہ سب کچھ پاکستان کی مدد کے بغیر نہیں کر سکتا۔ افسوس صد افسوس کہ ہمارے حاکم تاریخ سے یہ سبق حاصل کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں کہ جَو بیج کر گندم نہیں کاٹی جاسکتی اور کٹھ پتلی حاکموں کا انجام کبھی اچھا نہیں ہوا۔

امریکہ کی افغانستان میں کارروائیوں کے حوالے سے مولانا فضل الرحمٰن کے بیان کا ذکر کئے بغیر بات مکمل نہیں ہو سکتی لیکن اس پر اپنی طرف سے کوئی تبصرہ کرنے کی بجائے روزنامہ جنگ میں ہارون رشید کے کالم میں سے چند سطریں ندائے ندائے خلافت کے قارئین کے لئے بہت مفید رہیں گی۔ اور راقم کی رائے بھی یہی ہے۔

"عام حالات میں مولانا فضل الرحمٰن کا طرز گفتار ناشائستہ اور غیر مہذب قرار پاتا لیکن جب ایک پاگل بھینسا گلی میں کھیلتے بچوں کو روندنے کے لئے آگے بڑھ رہا ہو تو اس پر پتھر برسانے کے سوا کیا طریقہ باقی رہ جاتا ہے۔ مولانا کے الفاظ سے اب بھی اختلاف کیا جاسکتا ہے لیکن شاید وہ واحد شخص ہیں جنہوں نے افغانستان کے حوالے سے صورتحال کی سنگینی کا صحیح ادراک کیا ہے۔ امریکہ عالم اسلام کو تباہ کرنے پر تلا ہوا ہے وہ کشمیر اور افغانستان میں اپنے کارندوں کی حکومتیں چاہتا ہے وہ پاکستان کے ایٹمی پروگرام کی بساط لپیٹ دینے پر تلا ہوا ہے وہ مشرق وسطیٰ کو پابہ زنجیر رکھنا چاہتا ہے اگر سردار عبدالقیوم اور ان کے انداز فکر میں سوچنے والوں کا خیال ہے کہ امریکیوں کی انا کو گنے کا رس پلانے سے یا منت سماجت کرنے سے مسئلہ حل ہو سکتا ہے تو وہ بھی اپنی حسرت پوری کر دیکھیں ورنہ مولانا فضل الرحمٰن کا نسخہ تو بہرحال غور و فکر کے لئے موجود ہے"۔

بھارت کی فضائیہ کے دو لڑا کا طیاروں نے فضا سے فضا میں مار کرنے والے میزائل سے پاک بحریہ کا ایک ہوائی جہاز جو تربیتی پرواز پر تھا اور پاکستان کی حدود میں تھا' مار گرایا ہے۔ پاکستان نے بھارت سے شدید احتجاج کیا ہے البتہ بھارت نے پاکستان پر الزام دھرا ہے اس جانکاہ حادثے میں دو ایسی باتیں سامنے آئی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ زیادتی سراسر بھارت کی طرف سے ہوئی ہے۔ پہلی بات یہ کہ جہاز کا ملبہ پاکستان کی سرحد کے اندر گرا ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ پاکستان کو اگر بھارتی سرحدی حدود کی خلاف ورزی کرنی ہوتی تو اسے بحریہ کا بے ضرر سا جہاز بھیجنے کی کیا ضرورت تھی؟ ایسا پاکستانی فضائیہ کے جنگی طیاروں نے کیوں نہ کیا؟۔ بہرحال اس حادثے کی جب تفصیلات موصول ہوں گی تو اس پر سیر حاصل تبصرہ کیا جا سکے گا۔ اصل بات یہ ہے کہ بھارت اتنا دلیر کیوں ہوا اور اس کا رویہ اس قدر جارحانہ کیوں ہو گیا ہے؟ اس کی صرف اور صرف وجہ یہ ہے کہ ہم نے کارگل کے مسئلے کو جس بزدلانہ اور توہین آمیز طریقے سے واشنگٹن جاکر حل کروایا اس طرز عمل کا اس کے سوا کوئی دوسرا نتیجہ نکل ہی نہیں سکتا تھا کیونکہ جب دو دشمن آمنے سامنے کھڑے ہوں اور ان میں سے ایک پسپائی اختیار کرلے تو حریف کے قدم خود بخود آگے بڑھیں گے۔ یہ فطری بات ہے لہٰذا قطعی طور پر خلاف توقع نہیں۔ اس حادثے کے حوالے سے ہم حکومت کی خدمت میں صرف یہ عرض کریں گے کہ یاد رکھئے پسپائی کی کوئی آخری حد نہیں ہوتی اور پستی کے مکین کے لئے زمین کی پیٹھ سے اس کا پیٹ بہتر ہے۔

خطاب جمعہ

بجلی گیس اور پیٹرول کی قیمتوں میں اضافے سے ہر شہری بری طرح متاثر ہو گا

○ حافظ عاکف سعید' نائب امیر تنظیم اسلامی

۶/اگست = حکمرانوں کا یہ کہنا کہ بجلی گیس اور پیٹرول کی قیمتوں میں اضافے سے عام آدمی پر کوئی اثر نہیں پڑے گا' سیاسی شعبدہ بازی اور مغالطہ آمیزی کے سوا کچھ نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ان چیزوں کی قیمتوں میں اضافے سے ہر شہری بری طرح متاثر ہو گا اور عام آدمی کے لئے زندگی مزید اجیرن ہو جائے گی۔ یہ بات نائب امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید نے دارالسلام باغ جناح میں خطاب جمعہ کے دوران کہی۔ انہوں نے کہا کہ اسلام دشمن قوتوں اور شیطان کے چیلوں نے خوبصورت فلسفوں اور خوشنما نعروں کی ملمع کاری کے ذریعے عام آدمی کو اسلامی نظام کی برکات سے محروم کر رکھا ہے۔ اگر ہم دنیا و آخرت میں کامیابی اور معاشی طور پر خوشحالی چاہتے ہیں تو ہمیں زمین میں اپنی ذاتی سربلندی' تسلط' اقتدار اور غلبہ کی جدوجہد کے بجائے اللہ کی بڑائی اور غلبے کا نظام قائم کرنا ہو گا۔ کیونکہ اپنی بڑائی کی خواہش رکھنا فرعونیت ہے اور اسی طرح اللہ کے عطا کردہ مال کو اسکے دین کے قیام اور خدمت خلق کے لئے خرچ نہ کرنا اور یہ سمجھنا کہ یہ مال میری اپنی محنت اور قابلیت کا نتیجہ ہے' قارونی ذہنیت کا عکاس ہے۔ قرآن وحدیث کی رو سے ایسے لوگ جنت کی خوشبو بھی نہ پاسکیں گے۔

انہوں نے کہا کہ آج اگر ہم امریکہ' آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کے دام غلامی میں پھنسے ہوئے ہیں تو یہ ہماری اپنی بداعمالیوں کی سزا ہے۔ قرآن حکیم اور اللہ کے دین سے بے وفائی کے نتیجے میں آج ہم عزت و وقار سے محروم اور معاشی طور پر عالمی مالیاتی اداروں کی غلامی سے دوچار ہیں۔

انہوں نے کہا کہ امت مسلمہ کی خوشحالی' عزت اور بقاء صرف دین حق کے نفاذ میں مضمر ہے۔ آج قرآن سے دوری کے باعث ہی ہماری یہ حالت ہے کہ امریکہ کو یہ ہمت ہوئی کہ اسامہ بن لادن سے متعلق یا دنیا بھر میں مسلمانوں پر ڈھائے جانے والے مظالم پر اگر کوئی مسلمان صدائے احتجاج بلند کرتا ہے تو اسے یہ بھی گوارا نہیں اور مسلمانوں کو زبانیں بند کرنے پر مجبور کیا جارہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اگر ہم معاشی بدحالی سے نجات حاصل کرنا چاہتے ہیں تو سودی نظام ختم کرکے اللہ اور رسول سے جاری جنگ بند کرنا ہو گی۔ صرف اسی صورت میں ہم بیرونی قرضوں کے چنگل سے آزاد ہو کر ترقی کی شاہراہ پر گامزن ہو سکتے ہیں۔

عالم اسلام پر مغربی فکر کی یلغار
اور علمائے کرام کی ذمہ داری

مولانا ابو عمار زاہد الراشدی کی ایک فکر انگیز تحریر

جسے طبقہ علماء کی جانب سے ہوا کا ایک خوشگوار جھونکا قرار دینا غلط نہ ہوگا

آج ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم مغرب کی رائے عامہ تک رسائی حاصل کریں' مغربی میڈیا اور سائنٹفک طریق کار تک رسائی حاصل کریں اور اسلام کے احکام و قوانین کو آج کی زبان میں آج کی دنیا کے سامنے پیش کریں۔ اگر ہم ایسا نہ کر سکے تو ہمارا جرم نہ خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں معافی کے قابل ہوگا اور نہ تاریخ ہمیں معاف کرے گی۔

چار امور غور طلب ہیں۔ ایک یہ کہ مغربی فکر کیا ہے؟ دوسرا یہ کہ مغربی فکر کے عالم اسلام پر اثرات کیا ہیں؟ تیسرا یہ کہ اس کے مقابلے میں ہم جو کچھ کر رہے ہیں وہ کہاں تک موثر ہے؟ اور چوتھا یہ کہ مسلمانوں کو اس مغربی فکر کے حصار سے نکالنے کے لئے علماء کرام پر کیا ذمہ داری عائد ہوتی ہے؟

جہاں تک مغربی فکر اور فلسفے کا تعلق ہے اس کا مختصر تعارف یہ ہے کہ یورپ میں بادشاہت اور کلیسا کے مظالم کے خلاف وہاں کے عوام کی بغاوت اور صنعتی انقلاب کے ساتھ اس فکر کا آغاز ہوا اور رفتہ رفتہ اس نے پوری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ انقلابِ فرانس اس کا نقطۂ آغاز ہے جو بادشاہت کے خلاف تھا اور اس انقلاب سے ہی یورپ میں جمہوری دور شروع ہوا۔ کلیسا نے اس کشمکش میں بادشاہت کا ساتھ دیا اور صنعت و سائنس کی ایجادات و انکشافات سے انکار کی راہ اختیار کی۔ اس لئے بادشاہت کے ساتھ ساتھ پورے یورپ میں کلیسا کے اقتدار کا بوریا بستر بھی لپیٹ دیا گیا' مذہب کو اجتماعی زندگی سے لاتعلق کر دیا گیا' پادری کا کردار چرچ کی چار دیواری تک محدود ہو کر رہ گیا' بائبل کی صرف دو باتیں قابل توجہ قرار پائیں جن کا تعلق اعتقادات' عبادات اور شخصی اخلاق سے ہے اور سیاست' معاشرت' معیشت' قانون اور نظم و نسق سمیت انسانی زندگی کے تمام اجتماعی شعبوں سے مذہب' کلیسا اور پادری کو کلیتاً بے دخل کر دیا گیا۔ یہ ہے مغربی فکر اور فلسفہ جس کی بنیاد انسانی زندگی کے اجتماعی شعبوں سے مذہب کی مکمل لاتعلقی پر ہے اور اسے سیاسی زبان میں سیکولرازم (لادینیت) کہا جاتا ہے۔ جو آج عالم اسلام میں بھی دین اور دینی قوتوں کے خلاف صف آراء ہے۔

یورپ کے عام آدمی کا مذہب کے ساتھ کوئی عملی تعلق باقی نہیں رہا' چرچ فروخت ہو رہے ہیں اور پادری کا کردار دن بدن محدود ہوتا جا رہا ہے۔ یہ اس بات کی شہادت ہے کہ جس مذہب کا انسان کی عملی اور اجتماعی زندگی سے کوئی تعلق باقی نہ رہے وہ کبھی زندہ نہیں رہ سکتا۔

اب آیئے ان اثرات کا جائزہ لیں جو گزشتہ دو سو سالہ استعماری تسلط کے دوران اس فکر و فلسفہ کے حوالے سے عالم اسلام پر مرتب ہوئے ہیں۔ عالم اسلام کے بیشتر ممالک ایک عرصہ تک مغربی ممالک کے زیر تسلط رہے ہیں۔ کچھ پر برطانیہ کا قبضہ رہا ہے' کچھ فرانس کے زیر نگین تھے اور کچھ پر ولندیزیوں نے قبضہ جما رکھا تھا۔ اس دوران ان قوتوں نے ہماری پوری برین واشنگ کی اور ہمیں ہمارے ماضی سے کاٹنے کے لئے پورے ذرائع استعمال کئے ہیں۔ اس مقصد کے لئے مرزا قادیانی جیسے فتنے کھڑے کئے گئے' جہاد اور خلافت کے تصور کو مسلمانوں کے ذہنوں سے محو کرنے کے لئے مرزا قادیانی جیسے فتنے کھڑے کئے گئے' جہاد اور خلافت کے تصور کو مسلمانوں کے ذہنوں سے محو کرنے کے لئے منظم محنت کی گئی ہے' علماء اسلام نے ان فتنوں کا مقابلہ کیا' ان کو ناکام بنانے کے پورے جتن کئے لیکن آج نتائج کے اعتبار سے جب دیکھتے ہیں تو اس تلخ حقیقت کا اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ استعماری قوتیں اپنے مقاصد میں کامیاب رہی ہیں۔

ہم نے مرزا غلام احمد کے فتنہ کا مقابلہ کیا' اسے کافر قرار دیا' اس کے گمراہ کن عقائد کی تردید کی اور اس گروہ کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوانے میں کامیابی حاصل کی' لیکن اس کی جھوٹی نبوت کا بنیادی مقصد جہاد کی مخالفت تھا' اس لحاظ سے دیکھیں تو اس کا مشن کامیاب نظر آتا ہے۔ آج ہماری اجتماعی زندگی میں جہاد کا تصور نہیں ہے۔ وہ تو افغان مجاہدین کو دعائیں دیں کہ انہوں نے لاکھوں جانوں کی قربانی سے جہاد کو عالم اسلام میں دوبارہ زندہ کر دیا اور اللہ تعالیٰ نے انہیں جہاد کے احیاء کا ذریعہ بنا دیا ورنہ جہاد اور خلافت کے تصور کو ہمارے ذہنوں اور اجتماعی زندگی سے نکالنے میں استعماری قوتیں کامیاب رہی ہیں۔

ہمارے سیاسی نظام کی بنیاد خلافت پر ہے لیکن ہم میں سے کوئی آج خلافت کے حوالے سے بات نہیں کرتا حتیٰ کہ علماء کرام کی زبان پر بھی جمہوری نظام کی باتیں ہیں اور خلافت و جہاد کا ذکر تک متروک ہو گیا ہے۔ ہم اسلامی نظام کے نعرے لگاتے ہیں لیکن اجتماعی زندگی میں مذہب کی عملداری قبول کرنے کے لئے تیار نہیں۔ ایک مسلمان ملک کی پارلیمنٹ قرآن و سنت کو بالاتر قانون تسلیم کرنے کا بل منظور کرتی ہے لیکن اس شرط کے ساتھ کہ اس سے سیاسی نظام اور حکومتی ڈھانچہ متاثر نہیں ہوگا۔ سیکولرازم اسی کا نام ہے اور مغرب کا فکر و فلسفہ یہی ہے جو آج ہماری اجتماعی زندگی کے رگ و پے میں سرایت کئے ہوئے ہے۔

اگر علماء کرام مجھے اس گستاخی پر معاف فرمائیں تو یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ ہماری دینی درسگاہوں میں بھی اسلام کے اجتماعی پہلوؤں پر بات نہیں ہوتی۔ دینی تعلیم کے حوالے سے ہماری گفتگو اعتقادات' عبادات' اخلاقیات یا زیادہ سے زیادہ خاندانی معاشرت کے مسائل تک محدود رہتی ہے۔ ہم بخاری شریف پڑھاتے ہیں تو ہمارا زور کتاب الطہارۃ اور کتاب الصلوٰۃ کے مباحث میں صرف ہو جاتا ہے۔ بخاری میں کتاب البیوع بھی ہے' کتاب الجہاد بھی ہے' کتاب الامارۃ بھی ہے' کتاب الاجارہ بھی ہے' کتاب المزارعہ بھی ہے اور زندگی کے اجتماعی شعبوں سے تعلق رکھنے والے دوسرے ابواب بھی ہیں لیکن ہم ان ابواب سے یوں گزر جاتے ہیں' جیسے یہ سب منسوخ ہو گئے ہیں۔ ہم آج کے نظاموں سے ان ابواب کا تقابل نہیں کرتے اور اپنے تلامذہ کو یہ نہیں بتاتے کہ آج کی تجارت میں اور اسلامی تجارت میں کیا فرق ہے' آج کے سیاسی نظاموں اور خلافت میں کیا فرق ہے' سود اور مضاربت میں کیا فرق ہے اور آج کے جنگی اصولوں اور جہاد میں کیا فرق ہے۔

مجھے اس دکھ کا اظہار کرنے کی اجازت دیجئے کہ ہم بخاری اور ترمذی پڑھاتے ہوئے ایک مسئلہ پر چھ چھ دن بحث کرتے ہیں اور دلائل کے انبار لگا دیتے ہیں۔ آخر میں نتیجہ کیا نکلتا ہے؟ یہی کہ یہ اولیٰ ہے اور وہ غیر اولیٰ ہے۔ جب کہ سیکولر دانشور ہمیں سود کا متبادل پیش کرنے کا چیلنج کر رہے ہیں' اسلامی قوانین کو وحشیانہ اور ظالمانہ قرار دے رہے ہیں اور انسانی حقوق کے حوالے سے اسلامی نظام کا راستہ روکنے کی کوشش کر رہے ہیں مگر ہمیں سرے سے ان مسائل کا ادراک ہی نہیں ہے' ان کی کوئی

اہمیت ہمارے نزدیک نہیں ہے اور ہم ان مسائل کو علمی بحث کا موضوع بنانے کو وقت کا ضیاع سمجھتے ہیں۔

آخر یہ ذہن ہمیں کہاں سے ملا ہے؟ کہیں ہم بھی غیر شعوری طور پر مغربی فلسفے اور فکر کو قبول تو نہیں کر چکے؟..... ہم تسلیم کریں یا نہ کریں یہ حقیقت ہے کہ مغرب کا لادینی فلسفہ ہمارے دل و دماغ پر حاوی ہو چکا ہے اور ہم اس کے دائرے سے باہر نکلنے کا حوصلہ نہیں کر پاتے جب کہ صورت حال یہ ہے کہ مغرب اس پر بھی مطمئن نہیں ہے۔ وہ عالم اسلام کو اسلامی نظام سے دور رکھنے کے لئے نئی صف بندی کے ساتھ سامنے آگیا ہے' انسانی حقوق اور بنیاد پرستی کے عنوان سے ایک نئی فکری جنگ کا آغاز کر چکا ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ دنیا کے کسی خطے میں اگر اسلامی نظام صحیح طور پر عملاً نافذ ہو گیا تو مغربی فلسفے کے لئے اس کا سامنا کرنا مشکل ہو جائے گا اور روسی کیمونزم کی طرح مغربی سیکولرازم بھی ریت کی دیوار کی طرح بکھر کر رہ جائے گا۔

اسی لئے مغرب اور صرف مغرب ہی نہیں چین و جاپان اور تمام غیر اسلامی قوتیں اس نکتے پر متفق ہو چکی ہیں کہ انسانی حقوق کا واویلا کر کے اور بنیاد پرستی کا ہوا کھڑا کر کے اسلامی نظام کے خلاف نفرت کا ایک طوفان بپا کر دیا جائے اور دنیا کے کسی خطے میں اسلامی نظام کو کسی قیمت پر نافذ نہ ہونے دیا جائے۔

یہ حقیقت ہے کہ آج دنیا کے کسی بھی مسلمان ملک میں اسلامی نظام مکمل طور پر نافذ نہیں ہے' صرف سعودی عرب کا عدالتی نظام قرآن و سنت کے مطابق ہے اور فقہ حنبلی کے مطابق لوگوں کے مقدمات کے فیصلے ہوتے ہیں۔ سیاسی اور معاشی شعبوں میں وہاں بھی اسلامی نظام نہیں صرف عدالتی نظام اسلام کے مطابق ہے اور قرآن و سنت کے قوانین نہ صرف نافذ ہیں بلکہ ان پر بلاامتیاز عمل بھی ہوتا ہے۔ اس کی برکات یہ ہیں کہ دنیا میں جرائم کی سب سے کم شرح سعودی عرب میں ہے۔ گزشتہ سال کی سروے رپورٹوں کے مطابق نیویارک میں ایک سال کے اندر ڈکیتی کی ترانوے وارداتیں ہوئیں اور لندن میں چوری کی پونے دو لاکھ وارداتوں کو ریکارڈ پر لایا گیا مگر مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں سروے کر کے دیکھ لیں کہ گزشتہ سال کے دوران چوری اور ڈکیتی کے کتنے واقعات ہوئے ہیں۔ یہ اسلام کی برکات ہیں' اسلام کے نظام قانون کے ثمرات ہیں۔ اور آپ خود اندازہ کریں کہ اگر صرف ایک شعبے میں اسلام نافذ کرنے کے نتائج و ثمرات یہ تو مکمل اسلامی نظام کی برکات کا کیا عالم ہو گا!

مغرب اس سے بے خبر نہیں ہے۔ مغربی دانشور نا سمجھ نہیں ہیں' بے حد دانا اور عقل مند ہیں' انہیں اپنے فلسفہ و نظام کا کھوکھلا پن اور اسلامی نظام کی برکات و ثمرات نظر آرہے ہیں اور وہ اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ دنیا کے کسی ملک میں صحیح اور مکمل اسلامی نظام نافذ ہونے کی صورت میں مغربی فلسفے کا حشر کیا ہو گا۔ وہ اسی لئے اسلامی نظام کا راستہ روکنے اور اس کے سامنے نفرت کی دیوار کھڑی کرنے کی کوشش میں مصروف ہیں۔ یہ صرف پاکستان کا مسئلہ نہیں' الجزائر' مصر' تیونس' مراکش' انڈونیشیا اور ملائشیا سمیت دنیا کے بیشتر ممالک میں یہی جنگ جاری ہے۔ افغانستان کی خانہ جنگی کے پیچھے یہی سازش کار فرما ہے کہ کہیں افغان مجاہدین مکمل اسلامی نظام نافذ کرنے میں کامیاب نہ ہو جائیں۔

آج امریکہ کا نیو ورلڈ آرڈر سامنے ہے۔ اس حوالے سے امریکہ عالم اسلام پر اپنا شکنجہ مضبوط کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ اور ایک بات آپ کے نوٹس میں لانا ضروری سمجھتا ہوں کہ امریکہ نے پاکستان کی جو امداد بند کر رکھی ہے اس کی بحالی کی شرائط میں ایٹمی تنصیبات کا مسئلہ نہیں بلکہ اسلامی قوانین اور قادیانیت کے مسائل بھی ان شرائط میں شامل ہیں۔ آج ان شرائط کے حوالے سے صرف ایٹمی تنصیبات کا مسئلہ عوام کے سامنے ہے۔ اس پر پاکستان کی قوم کا ایک ہی موقف ہے اور ہم اس کے ساتھ پوری طرح ہم آہنگ ہیں' بلکہ ہمارا موقف تو اس سے آگے ہے اور ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ایٹم بم بنانا مسلمان ملکوں کا حق ہے اور اس کے بارے میں مسلم حکومتوں کو معذرت خواہانہ طرز عمل اختیار نہیں کرنا چاہئے' لیکن یہ بات آپ کے علم میں ہونی چاہئے کہ امریکی شرائط میں صرف ایٹمی تنصیبات کا سوال نہیں بلکہ یہ بات بھی شامل ہے کہ حکومت پاکستان قادیانیوں کے خلاف کئے گئے آئینی و قانونی اقدامات واپس لے اور یہ بھی ان شرائط میں ہے کہ پاکستان میں انسانی حقوق کے منافی کوئی قانون نافذ نہ کرنے کی ضمانت دی جائے۔ بظاہر یہ ایک خوبصورت سا جملہ ہے لیکن اس کی تہہ میں جو زہر چھپا ہوا ہے اس سے آپ حضرات کا آگاہ ہونا ضروری ہے۔

انسانی حقوق کا مغربی تصور یہ ہے کہ قرآن کریم نے چوری' زنا' ڈکیتی اور قتل کی جو سزائیں مقرر کی ہیں مغربی دانشور انہیں انسانی حقوق کے منافی سمجھتے ہیں۔ ان کے نزدیک ہاتھ کاٹنا' کوڑے مارنا' سنگسار کرنا اور قاتل کو قصاص میں قتل کرنا تہذیب کے خلاف ہے۔ یہ ان سزاؤں

طالبانِ علم قرآن نوٹ فرمالیں!

ایک سالہ رجوع اِلی القرآن کورس

میں داخلوں کا شیڈول اس سال ان شاء اللہ العزیز حسب ذیل رہے گا:

- داخلہ فارم جمع کرانے کی آخری تاریخ 25 اگست ہے۔
- داخلہ کے لئے انٹرویو 30 اگست 99ء کو قرآن اکیڈمی لاہور میں ہوں گے۔ (شرکاء کی سہولت کے پیش نظر داخلہ فارم بروقت جمع نہ کرانے والوں کو براہِ راست انٹرویو میں شریک کیا جا سکے گا)۔
- کورس کا آغاز ان شاء اللہ یکم ستمبر سے ہو جائے گا۔ پہلے دو روز تعارفی نوعیت کی کلاسز ہوں گی اور باقاعدہ تدریس کا آغاز ان شاء اللہ سوموار 6 ستمبر سے ہو گا۔

کورس کا تفصیلی پراسپکٹس چھپ کر آ گیا ہے

جس میں داخلوں سے متعلق ضروری معلومات کے علاوہ کورس میں شامل مضامین کی تفصیل' طریق تدریس اور نظام الاوقات کی وضاحت بھی شامل ہے۔

پراسپکٹس اور داخلہ فارم درج ذیل پتے سے طلب کیجئے!

ناظم قرآن کالج' K-36' ماڈل ٹاؤن لاہور فون: 3-5869501

کو وحشیانہ قرار دیتے ہیں اور انسانی حقوق کے منافی تصور کرتے ہیں۔ جب کہ ہماری مرعوبیت کا حال یہ ہے کہ اس وقت بھی پاکستان کی عدالت عظمیٰ میں اس نکتے پر بحث جاری ہے کہ مجرم کو عام لوگوں کے سامنے سزا دینا انسانی حقوق کے منافی ہے یا نہیں۔ یہ دلائل دیئے جا رہے ہیں کہ مجرم کو سرعام سزا دینا اس کی عزتِ نفس کے خلاف ہے۔ چونکہ عزتِ نفس انسانی حقوق میں شامل ہے اور ہم انسانی حقوق کی پاسداری کا وعدہ کر چکے ہیں اس لئے پاکستان میں کسی مجرم کو سرعام پھانسی نہیں دی جا سکتی۔

قرآن کریم کہتا ہے کہ مجرم کو عام لوگوں کے سامنے سزا دو تاکہ وہ عبرت پکڑیں' لیکن ہم اس بحث میں الجھے ہوئے ہیں کہ کہیں یہ انسانی حقوق کے منافی تو نہیں؟ اس سے آپ بخوبی اندازہ کر سکتے ہیں کہ مغرب کے انسانی حقوق کا تصور کیا ہے اور جب مغربی ممالک اور لابیاں ہم سے انسانی حقوق کی پاسداری کا تقاضا کرتی ہیں تو اس سے ان کی مراد کیا ہوتی ہے؟

علماء کرام! آیئے تھوڑی دیر کے لئے بنیاد پرستی کے طعنے کا بھی جائزہ لے لیں۔ آج ہمیں مغرب کی طرف سے بنیاد پرستی کا طعنہ دیا جاتا ہے اور ہم جذبات میں آکر خود جوش کے ساتھ یہ کہہ دیتے ہیں کہ ٹھیک ہے ہم بنیاد پرست ہیں۔ مجھے اس سے اختلاف ہے۔ ہمیں اس طعنے اور الزام کے پس منظر کو جاننے کی کوشش کرنی چاہئے اور اس کی وجہ کو سمجھنا چاہئے کہ آخر اس طعنے کا مقصد کیا ہے اور بنیاد پرستی سے مغرب کی مراد کیا ہے؟

کسی لفظ یا جملہ کا لفظ معنی کچھ بھی ہو لیکن جب تاریخ اسے کسی خاص مفہوم اور مصداق کے لئے متعین کر دیتی ہے تو وہ جب بھی بولا جاتا ہے اس سے وہی اصطلاحی معنی مراد ہوتا ہے۔ اس لئے ہمیں بنیاد پرستی کے اصطلاحی معنی تلاش کرنا ہوں گے۔ تاریخ یہ کہتی ہے کہ بنیاد پرست سب سے پہلے ان پادریوں کو کہا گیا تھا جو یورپ میں بادشاہت اور کلیسا کے مظالم کے خلاف جمہوری انقلاب میں بادشاہ کے ساتھ تھے اور عوام پر بادشاہ اور جاگیردار کے مظالم کی حمایت کرتے تھے۔ وہ پادری سائنس' ترقی اور عوامی حقوق کے خلاف فریق بن گئے' انہیں تاریخ میں بنیاد پرست کا خطاب ملا اور بادشاہ اور جاگیردار کے ساتھ ساتھ معاشرہ پر ان پادریوں کے اقتدار کا سورج بھی ہمیشہ کے لئے غروب ہو گیا۔

آج جب مغربی لابیاں عالم اسلام میں دینی بیداری کی تحریکات پر بنیاد پرستی کی پھبتی کستی ہیں تو اس سے ان کا مقصد اپنی رائے عامہ کو یہ باور کرانا ہوتا ہے کہ عالم اسلام کے یہ علماء اور دینی راہنما دراصل اسی پادری کی طرح ہیں جسے مغربی رائے عامہ نے تین سو سال قبل مسترد کر کے گرجوں میں محصور کر دیا تھا۔ مغربی لابیاں ہمیں بنیاد پرست قرار دے کر اپنے ممالک کی رائے عامہ پر خوف مسلط کرنا چاہتی ہیں کہ عوام کو حقوق سے محروم کرنے والا پادری دوبارہ زندہ ہو رہا ہے اس سے بچو' اس کو روکو اور اس کو کسی ملک پر مسلط نہ ہونے دو ورنہ وہ ظلم اور تاریکی کا دور واپس آجائے گا۔ یہ ہے پس منظر بنیاد پرستی کے طعنے کا۔ اب آپ فیصلہ کریں کہ آپ اس الزام کو قبول کرتے ہیں یا نہیں۔ میں تو اس سے انکار کرتا ہوں اور اس پادری کا کردار قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہوں جو عوام کے مقابلے میں بادشاہ کا ساتھی تھا اور علم و ترقی کے مقابلے میں جہالت کا طرف دار تھا۔

صورتِ حال کا سنجیدگی کے ساتھ جائزہ لیں' مغرب کے عزائم اور چیلنج کو سمجھنے کی کوشش کریں اور اس بات کا ٹھنڈے دل و دماغ کے ساتھ تجزیہ کریں کہ اس چیلنج کے مقابلے میں ہم کیا کر رہے ہیں' ہماری دینی تحریکات کیا کر رہی ہیں۔ حقیقت حال یہ ہے کہ ہم میں سے بیشتر کو توان مسائل کا ادراک و احساس ہی نہیں ہے اور اگر کسی حلقے میں ادراک و احساس ہے تو ہماری ترجیحات درست نہیں ہیں اور ہم مسائل کے تجزیہ و تحلیل اور ان کے حل کے لئے گہری سوچ اور منصوبہ بندی کے عادی نہیں رہے۔

جو حضرات مغرب میں رہتے ہیں انہوں نے مغربی معاشرے سے بہت سی باتیں سیکھی ہیں۔ لیکن اس کی یہ عادت اپنانے کی ہم نے کوشش نہیں کی۔ ان کی یہ عادت اچھی ہے کہ مسائل کا تجزیہ جذبات سے ہٹ کر ٹھنڈے دل و دماغ کے ساتھ کرتے ہیں اور پوری سنجیدگی اور منصوبہ بندی کے ساتھ ان کا حل تلاش کرتے ہیں۔ ہمیں بھی جذبات سے ہٹ کر عالم اسلام کی صورتِ حال کا جائزہ لینا چاہئے' مغرب کے چیلنج کو سمجھنا چاہئے' اس کے طریق واردات کو سمجھنا چاہئے اور پورے شعور' دانش غلامی اور جرأت کے ساتھ اس کا مقابلہ کرنا چاہئے۔

آج ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم مغرب کی رائے عامہ تک رسائی حاصل کریں' مغربی میڈیا اور سائنٹفک طریق کار تک رسائی حاصل کریں اور اسلام کے احکام و قوانین کو آج کی زبان میں آج کی دنیا کے سامنے پیش کریں۔ اگر ہم ایسا نہ کر سکے تو ہمارا جرم نہ خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں معافی کے قابل ہو گا اور نہ تاریخ ہمیں معاف کرے گی۔

دینی و دنیاوی تعلیم کا حسین سنگم

قرآن کالج آف آرٹس اینڈ سائنس

زیر انتظام: مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور

اپنے کاروبار کو ترقی دینے اور اپنی مصنوعات کی تشہیر کا

کم قیمت اور آسان نسخہ!

آپ اپنی دکان' مکان' پلاٹ یا پراڈکٹ کا اشتہار ہمارے کثیرالاشاعت ہفت روزہ "ندائے خلافت" لاہور میں اشتہار دیجئے جس کی رسائی نہ صرف ملک کے ایک بڑے طبقے تک ہے بلکہ بیرونِ ممالک میں بھی ذوق و شوق سے پڑھا جاتا ہے۔ اور جس کے ایڈورٹائزنگ ریٹ بھی دیگر جرائد و رسائل کی نسبت انتہائی کم اور آپ کی پہنچ میں ہیں۔ اشتہارات کے نرخ اور دیگر تفصیلات کے لئے فوری رابطہ کیجئے:

شعبہ اشتہارات' ہفت روزہ "ندائے خلافت"

K-36 ماڈل ٹاؤن لاہور فون: 5869501-03

—— اس کے علاوہ ——

ہم قارئین ندائے خلافت کی سہولت کے پیش نظر

مختصر (کلاسیفائیڈ) اشتہارات

کا سلسلہ بھی شروع کر رہے ہیں جس کے نرخ حسب ذیل ہیں:

تین سطری اشتہار 250 روپے میں' جبکہ ہر اضافی سطر کے صرف سو روپے ہونگے (ادارہ)

اللہ کی پارٹی!

محمد سمیع، کراچی

محترم محمد یامین صاحب کی والدہ مرحومہ کی میت سامنے تھی' نماز جنازہ کے لئے صف بندی ہو چکی تھی۔ نبی کریم ﷺ ہر ایسے موقع پر جب کچھ لوگ اکٹھے ہوتے تذکیری گفتگو فرمایا کرتے تھے۔ اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے جناب اعجاز لطیف اسی سُنّت کی پیروی کرتے ہوئے فرما رہے تھے کہ کسی کی موت ہمیں یاد دلاتی ہے کہ ایک موقع آئے گا جب ہم بھی اس مرحلہ سے گزر رہے ہوں گے۔ نماز جنازہ کے بعد قبر میں ہماری میت اتاری جارہی ہو گی اور ہمیں عالم برزخ کا سامنا ہو گا۔ لیکن اس سے بڑھ کر اصل بات یہ ہے کہ ہم ابھی سے غور کریں کہ ہم نے آگے کے لئے کیا بھیج رکھا ہے۔ حیاتِ دنیوی تو اذان واقامت کے درمیان وقفے جتنی حیثیت رکھتی ہے' بچہ کی پیدائش پر اس کے کان میں اذان دی جاتی ہے مگر کوئی نماز نہیں ہوتی اور موت کے بعد نماز ہوتی ہے مگر کوئی اذان نہیں ہوتی۔ اصل زندگی تو آخرت کی ابد الآباد والی زندگی ہے۔ ہم نے اگر اب تک اس کے لئے مناسب تیاری نہیں کی تو اس مہلت کو غنیمت جانیں۔ اور وہاں ایک بات یہ کہ اپنی زندگیوں کو قرآن و سنّت کے مطابق ڈھالیں' اللہ کے رسول اور ان کے خلفاءِ راشدین و مہدیین کی سُنّت پر۔ زندگی کے ہر موقع کے لئے ان کی سنتیں ہماری رہنمائی کے لئے موجود ہیں۔ بس ہمیں انہی پر اکتفا کرنا ہے۔ شادی کے موقع پر بھی اور فوتیدگی کے موقع پر بھی۔ نمازِ جنازہ میت کے لئے دعا ہے جس کے بعد اس موقع پر کوئی اور دعا نہیں' نہ انفرادی نہ اجتماعی۔ سوگ صرف تین دن کے لئے ہے تاکہ لوگ تعزیت کی سنّت پوری کریں' اس کے اختتام پر بھی کوئی تقریب سنّت سے ثابت نہیں۔ نہ سوئم' نہ چہلم اور نہ قرآن خوانیاں اور دعوتیں۔ ہمیں بھی ان باتوں سے اجتناب کرنا چاہئے۔ جناب اعجاز لطیف کی گفتگو کے اختتام پر جناب محمد یامین نے اپنی والدہ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ میری نظریں حاضرین میں اپنے رفقاء کو تلاش کر رہی تھیں۔ دو چار کے علاوہ زیادہ تر رفقاء مقامی تنظیم سے تعلق رکھتے تھے۔ میرا دل یہ کہہ رہا تھا کہ نہیں یہ کافی نہیں۔ ہمارے رفقاء دینی بھائی ہیں اور دین کا رشتہ صلبی رشتہ سے زیادہ مضبوط ہونا چاہئے۔ عموماً لوگ اپنے عزیزوں کے انتقال کے موقع پر اپنے رشتہ داروں کا انتظار کرتے ہیں تاکہ جنازے میں زیادہ سے زیادہ رشتہ داروں کی شرکت ہو جائے۔ ہمارے لئے ثابت کرنے کا موقع ہے کہ ہم اس ارشاد ربانی پر پورے اترتے ہیں جس میں مسلمانوں کا وصف ﴿ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ ﴾ بتایا گیا ہے۔ حلقہ کے ذمہ داران کو جیسے ہی کسی کے انتقال کی اطلاع ملتی ہے اور نماز جنازہ کی تفصیلات سے آگاہی ہوتی ہے' مقامی تنظیم کے امراء کو فون کر دیا جاتا ہے۔ کیا ہی بہتر ہوتا اور شاید ایسا ہوتا بھی ہو کہ امراء اپنے نقباء کو اور نقباء اپنے رفقاء کو فون پر' اور جو بھی سہولت انہیں میسر ہو اس کے ذریعہ اطلاع دیں تاکہ ایسے مواقع پر تمام رفقاء موجود ہوں سوائے ان کے جنہیں واقعتاً کوئی مجبوری لاحق ہو' تاکہ ہم سب کو تقویت حاصل ہو کہ تنظیم کے رفقاء کا جتھا واقعتاً ایک دوسرے کے دکھ درد کو محسوس کرتا ہے۔ یہ احساس بہت قیمتی ہے۔ اپنے عزیزوں کی میت میں شرکت کے لئے ہم جتنے جتن کرتے ہیں اس سے کچھ زیادہ ہی اپنے تنظیمی بھائیوں اور ان کے عزیز و اقارب کی میتوں میں شرکت کے لئے ہمیں جتن کرنا چاہئے۔ ہمارے کچھ ساتھی کہیں گے کہ نماز جنازہ تو فرض کفایہ ہے تاہم فرض کفایہ بعض مواقع پر فرض عین کی طرح ضروری ہو جاتا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے نماز جنازہ میں شرکت کو ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان پر حق قرار دیا ہے۔ دنیا میں حق پرستی کی تحریکیں تب ہی چل سکتی ہیں اگر ہم ایک دوسرے کے حقوق کا احترام کریں۔ ''آگاہ ہو جاؤ! بے شک اللہ کی پارٹی ہی کامیاب ہونے والی ہے'' بے شک اللہ کی پارٹی کے لئے کامیابی یقینی ہے

خبر نامہ اسلامی امارت افغانستان

ضربِ مؤمن' ۶ اگست تا ۱۲ اگست ۹۹ء

امریکہ طالبان کو اپنی چودھراہٹ میں رکاوٹ سمجھتا ہے ○ امیر المومنین مُلّا عمر

حضرت امیرالمومنین مُلّا محمد عمر مجاہد مدظلہ نے امریکہ کی طرف سے اقتصادی پابندیوں اور افغانستان کے مسلسل دھمکیوں پر اعلامیہ جاری کرتے ہوئے کہا ہے کہ امریکہ طالبان کو اپنی چودھراہٹ میں رکاوٹ سمجھتا ہے۔ وہ اسامہ اور انسانی حقوق کے حوالہ سے افغانستان پر بے سروپا الزام لگاتا چلا آ رہا ہے۔ امریکی دعوے بے بنیاد ہیں۔ اسامہ کسی قسم کی دہشت گردی میں ملوث نہیں اور یہ حقیقت ہے کہ امریکہ کے لئے اصل مسئلہ اسامہ نہیں بلکہ وہ افغانستان میں نافذ اسلامی نظام اور یہاں کے مثالی امن سے خائف ہے۔ حضرت امیرالمومنین نے فرمایا کہ اگر امریکہ کے مطالبہ کو دیکھا جائے تو پھر امریکہ سمیت دیگر کئی ممالک میں ہمارے بھی دشمن موجود ہیں لیکن ہم نے ان سے کبھی کوئی مطالبہ کیا ہے اور نہ ہی کوئی انہیں ہمارے سپرد کرنے کے لئے تیار ہے۔

امریکہ کی طرف سے طالبان کو اسامہ کے بدلے 500 ملین ڈالر کی پیشکش

امریکہ نے اسامہ کے بدلے طالبان کو پانچ سو ملین ڈالر کی پیشکش کی ہے تاہم طالبان نے امریکہ کی اس پیشکش کو ٹھکرا کر اپنے اصولی موقف کا ایک بار پھر اعادہ کیا ہے کہ اسامہ افغان عوام کا مہمان ہے اور افغان عوام ان کو کبھی بھی کسی کے حوالہ نہیں کریں گے۔

تعلیمی شعبہ میں بہت سے تباہ شدہ ادارے فعال بنا دیئے گئے

صوبہ لغمان میں صوبائی وزیر مُلّا محمد اسلام نے کہا ہے کہ افغانستان پر روس کی شرمناک جارحیت سے افغانستان کو معاشی' اقتصادی تعمیراتی طور پر بہت نقصان ہوا ہے لیکن تعلیمی اور تربیتی نقصان کی کوئی حد نہیں جو کسی بھی صاحب نظر سے مخفی نہیں۔ شعبہ تعلیم کو تو بالکل نیست و نابود کر دیا گیا تھا لیکن الحمد للہ طالبان کی اسلامی حکومت نے دیگر شعبوں کی طرح تعلیم کو عام کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی۔ مُلّا محمد اسلام نے کہا کہ اس وقت صوبہ لغمان میں دینی و عصری علوم کے مدارس کی مجموعی تعداد ۱۰۵ ہے جو مکمل طور پر فعال ہیں ان میں ۹ بڑے دینی مدارس ہیں جن میں طلبہ کے لئے قیام و طعام کا مکمل انتظام ہے اس کے علاوہ ۳ دار الایتام' ۳۸ ہائی سکول' ۱۴ پرائمری اسکول اور ۱۷ مڈل اسکول کام کر رہے ہیں ان مدارس اور اسکولوں میں پڑھانے والے اساتذہ کی کل تعداد ۱۵۴۵ ہے جبکہ ان میں ۳۶۲۹۴ طلبہ زیر تعلیم ہیں اس سال ۱۲۴۳ طلبہ فارغ ہوئے ہیں جن میں ۳۰۰ ہائی اسکولوں سے اور ۱۵۰ پرائمری اسکولوں سے فارغ ہوئے ہیں۔ مُلّا محمد اسلام نے مزید کہا کہ ملک کے دیگر صوبوں کی طرح اس صوبے سے بھی ناخواندگی کا مکمل خاتمہ کر دیا جائے گا۔

قارئین کرام توجہ فرمائیں!

محترم رفقاء و قارئین ندائے خلافت

جیسا کہ آپ کے علم میں ہے کہ ہفت روزہ "ندائے خلافت" لاہور تحریک خلافت پاکستان اور تنظیم اسلامی کا ترجمان ہے۔ تاہم اس مجلے میں تنظیمی و دعوتی رپورٹوں کے علاوہ ملکی و بین الاقوامی حالات و واقعات پر تجزیئے' دینی و معلوماتی مضامین اور بہت سے مستقل سلسلہ ہائے مضامین قارئین کی دلچسپی اور ذوق کو مدنظر رکھتے ہوئے شامل اشاعت کئے جاتے ہیں۔ اور ہماری ہمیشہ یہ کوشش ہوتی ہے کہ پرچے کو مزید بہتر سے بہتر بنایا جائے۔ تاہم اس ضمن میں جو چیز ہمارے لئے سب سے زیادہ ممد و معاون ثابت ہو سکتی ہے وہ قارئین کی قیمتی آراء اور مشورے ہیں۔ لہٰذا آپ سے گزارش ہے کہ ندائے خلافت کو دلچسپ بنانے کے لئے اس کے مستقل سلسلوں/عنوانات کے تحت شائع ہونے والی تحریروں کے بارے میں درج ذیل پُر فارما کے ذریعے اپنی آراء سے نوازیں۔ اس کے علاوہ بھی آپ ہماری رہنمائی کے لئے کوئی مشورہ دینا چاہیں تو الگ کاغذ بھی استعمال کیا جا سکتا ہے۔

ندائے خلافت کے مستقل مضامین اور سلسلے

۱) سرورق : مختلف کتب' تفاسیر اور امیر تنظیم اسلامی اور دیگر رجال دین کی اہم تحریروں سے اقتباسات
۲) منبر و محراب : امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کے خطاب جمعہ کی تلخیص۔
۳) تجزیہ : جناب مرزا ایوب بیگ کا ملکی و بین الاقوامی صورتحال پر تجزیہ جس کے موضوعات اکثر سیاسی نوعیت کے ہوتے ہیں۔
۴) گوشہ خلافت : قارئین کو نظام خلافت کی برکات اور خدوخال سے آگاہ کرنے کیلئے خلافت راشدہ اور بعد میں قائم ہونے والی اسلامی حکومتوں کے اہم تاریخی واقعات
۵) ہم بھی منہ میں زبان رکھتے ہیں : حالات حاضرہ اور ملکی خبروں پر ہلکا پھلکا برجستہ تبصرہ
۶) گوشہ خواتین : خواتین کی دلچسپی کے لئے ہلکی پھلکی دینی و معلوماتی تحریریں
۷) خبرنامہ اسلامی امارت افغانستان : طالبان اسلامی حکومت کی اہم خبروں پر مشتمل سلسلہ
۸) کاروان خلافت : تنظیم اسلامی' مرکزی انجمن خدام القرآن اور تحریک خلافت کے تحت ہونے والے دعوتی و تنظیمی پروگراموں کی رپورٹیں

پرچے کو بہتر بنانے کے لئے ہم آپ کے تعاون کے شدت سے محتاج ہیں —— ازراہ کرم یہ پُر فارما پُر کر کے اولین فرصت میں ہمیں ارسال کر دیجئے! شکریہ

حافظ عاکف سعید

مدیر ندائے خلافت

یہاں سے کاٹئے. . . . .

☆ مطلوبہ خانہ میں "✓" نشان لگائیں۔

عنوان	بہت عمدہ	اچھا	گوارا	غیر معیاری	اضافی تبصرہ' اگر ضروری خیال فرمائیں
سرورق					
منبر و محراب					
تجزیہ					
گوشہ خلافت					
مُنہ میں زبان					
گوشہ خواتین					
خبرنامہ افغانستان					
کاروانِ خلافت					

مزید برآں جاگو جگاؤ' تذکیر و موعظت' احوال وطن' لمحہ فکریہ اور دعوت عمل جیسے عنوانات کے تحت رفقاء تنظیم اسلامی اور دیگر احباب کے ہلکے پھلکے مضامین بھی شائع کئے جاتے ہیں جس کے ذریعے رفقاء کی فکری تربیت مقصود ہوتی ہے۔ ان کے بارے میں بھی ہمیں قارئین کے تاثرات درکار ہیں۔

دیگر مضامین کے بارے میں آپ کے مجموعی تاثرات ——————————————————

————————————————————————————————

نام —————————————— تاریخ ——————

مکمل پتہ ——————————————————————————

کاروانِ خلافت منزل بہ منزل

گوشۂ خواتین: قرآن اکیڈمی کراچی کے ایک سالہ کورس میں شامل خواتین کے تاثرات

ہم اللہ تعالیٰ کے شکر گزار ہیں کہ اس سال انجمن خدام القرآن سندھ کراچی نے خواتین کے لئے بالکل علیحدہ ایک سالہ قرآن فہمی کورس کا انعقاد کیا۔ پیر ۸ فروری ۱۹۹۹ء سے باقاعدہ کلاسز کا آغاز ہوا۔ ایک سالہ کورس میں شامل طالبات کی خواہش تھی کہ کسی ایسے پروگرام کا بھی اہتمام کیا جائے کہ جس سے انہیں پڑھائی کے ساتھ ساتھ مل بیٹھ کر باہم گفت و شنید کا موقع بھی مل سکے۔ چنانچہ ناظمہ شعبہ خواتین قرآن اکیڈمی محترمہ شازیہ خالد صاحبہ نے اس کا اہتمام کیا۔

اس پروگرام میں ہمیں کئی ایمان افروز اور رقت آمیز جذبات بھی سننے کو ملے۔ محترمہ فرحت جعفرانی نے اس کورس میں شامل ہونے کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ میں نے اپنا carrier ایک ٹیچر کی حیثیت سے شروع کیا۔ ۱۹۸۵ء میں دوبئی میں ایک English mediem اسکول میں ٹیچر تھی۔ ۱۹۹۰ء میں میرا رجحان دین کی طرف ہوا۔ پھر الحمد للہ ساتھی بھی اچھے ملے جب میں نے اس اکیڈمی میں ایک سالہ کورس کرنے کا سوچا تو مجھ سے کہا گیا کہ تمہیں تو بہت کچھ آتا ہے تمہیں یہ کورس کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر میں ان لوگوں کی بات مان لیتی تو اپنے آپ کو کبھی معاف نہ کر پاتی کیونکہ جو کچھ میں یہاں سیکھ رہی ہوں اور ان اساتذہ کی زیر نگرانی جن کی نظر صرف اور صرف آخرت پر ہے' وہ مجھے اپنے آپ سے ایک سوال کرنے پر مجبور کر دیتا ہے کہ کیا مجھے بہتر عمل کے لئے نفع بخش علم کی اور ضرورت نہیں؟ اتنا سیکھنے کے بعد بھی اگر عمل نہ بڑھے تو میں اللہ کو کس طرح منہ دکھاؤں گی؟ ان شاء اللہ میں اپنے اسی علم کو اپنے عمل میں لانے کی کوشش کروں گی اور اس کو آگے بھی پہنچاؤں گی۔

شفق بنت ابوذر نے بتایا کہ مجھے ایک سالہ کورس کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہوا کہ میرے گھر میں جو غلط عقائد اور جتنی بدعات تھیں وہ ختم ہو گئیں اور دین کا حقیقی تصور سامنے آیا۔ اللہ ہمارے اساتذہ کو جزائے خیر دے۔ شفق اپنے جذبات پر قابو نہ رکھ سکیں اور جذبہ شکر سے بے اختیار رو پڑیں۔

کورس کی برکت سے اب تک ۴ خواتین تنظیم میں شامل ہو چکی ہیں جن میں ایک رفیقہ پیشے کے اعتبار سے ڈاکٹر بھی ہیں۔ ڈاکٹر ثمینہ ظفر نے بتایا کہ ایک سالہ کورس کرنے کے بعد مجھے ہسپتال کی طرف سے متنبہ بھی کیا گیا لیکن میں نے سوچا کہ کچھ بھی ہو جائے' میں ان شاء اللہ یہ کورس ضرور مکمل کروں گی۔

تنظیم میں شامل ایک اور طالبہ محترمہ تہمینہ مبارک نے اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ میں ۱۵ سال سے جماعت اسلامی میں تھی' کچھ اختلافات کی وجہ سے جماعت چھوڑ دی۔ اور اب میں ایک ایسی جماعت کی تلاش میں تھی جو علم کے ساتھ ساتھ دین پر عمل کرنے والی بھی ہو اور الحمد للہ تنظیم اسلامی کی شکل میں وہ قافلہ مجھے میسر آ گیا اور میں اس میں شامل ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں استقامت دے۔

ایک طالبہ سحر گل نے کہا کہ میں قرآن اکیڈمی میں آئی تو کچھ کچھ ڈری ڈری سی تھی کہ شاید یہاں کا ماحول عام مدرسوں کی طرح سخت ہو گا۔ لیکن یہاں تو پہلے ہی دن خوشگوار تبدیلی محسوس کی۔ یہاں کی اساتذہ اتنی اچھی ہیں کہ میں بتا نہیں سکتی بلکہ انہیں teacher نہیں دوست کہیں تو زیادہ بہتر ہو گا۔ ہم ہر مسئلے کو ان کے سامنے discuss کر لیتے ہیں۔ میرے والدین بھی میرے دین کی طرف آنے پر بہت خوش ہیں اور میری اللہ سے دعا ہے کہ وہ مجھے یہ کورس مکمل کرنے کی توفیق دے۔

روحین انور خان نے بتایا کہ مجھے اکیڈمی میں لانے والے میرے والد ہیں جو خود بھی یہاں پر ایک سالہ کورس کر رہے ہیں۔ مجھے یہی ڈر تھا کہ اگر میں نے دین کا علم حاصل کر لیا تو مجھے عمل بھی کرنا پڑے گا مگر یقین کیجئے کہ جب میں نے منتخب نصاب کی پہلی کلاس (سورۃ العصر) attend کی تو میرے تمام سوالوں کا جواب مل گیا۔ اب الحمد للہ میرے ذہن میں قرآن یا حدیث کے متعلق کوئی شک و شبہ نہیں ہے۔ میری خواہش ہے کہ زندگی صرف اور صرف اللہ کے دین کے لئے وقف ہو اور میں ان شاء اللہ ایسا ہی کروں گی۔ آپ بھی دعا کریں۔ اس کے بعد وہ بے اختیار رونے لگیں۔

لانڈھی کی ۱۰ خواتین اور ملیر کی چند خواتین نے بھی اپنے تاثرات بیان کئے۔ اتنی دور سے صبح ہی صبح آنے والی خواتین کی ہمت و استقامت کی داد دینا پڑتی ہے۔ عاشی بنت ریاض' پروین اور مسرت نے کہا کہ آپ دعا کریں کہ ہم یہ کورس مکمل کر لیں۔ ان میں کئی خواتین جذبات سے مغلوب ہو کر اپنی بات بھی پوری نہ کر سکیں۔

قرآن اکیڈمی میں ایسی کئی خواتین آتی ہیں' جو اپنے بچوں اور گھربار کی ذمہ داریوں میں مصروف ہیں۔ وہ تمام مشکلات کے باوجود ایک سالہ کورس پورا کرنے کا عزم رکھتی ہیں۔ ہم وقت اور صفحات کی کمی کی وجہ سے ان خواتین کے تاثرات بیان نہیں کر سکتے۔ اللہ ہمیں علم کے ساتھ ساتھ عمل کی بھی توفیق دے۔

میری رائے بھی یہی ہے کہ وہ خواتین جن کو اللہ تعالیٰ نے کچھ وقت یا سہولت دی ہے وہ اس طرح کے کورس ضرور کریں کیونکہ یہاں خواتین اساتذہ کے ساتھ اپنی دینی ذمہ داریاں اور حقوق و فرائض براہ راست discuss کر سکتی ہیں۔ اور پھر کسی دانا کے قول "تم مجھے اچھی مائیں دو میں تمہیں اچھی قوم دوں گا" کے مصداق بہترین عورت کا کردار ادا کر سکتی ہیں کیونکہ آج کی لڑکی مستقبل کی ماں ہے اگر اسے اپنے حقوق و فرائض کا شعور ہو گا تو ان شاء اللہ ایک صحیح مسلم معاشرے کی داغ بیل پڑ سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارا حامی و ناصر ہو۔

(رپورٹ: جمیلہ عبدالرحمن ہنگورہ)

تنظیم اسلامی ضلع جنوبی کراچی کا ایک روزہ پروگرام

تنظیم اسلامی ضلع جنوبی کراچی کے زیر اہتمام ایک دعوتی و تربیتی پروگرام ۱۷ جولائی نماز عشاء سے شروع ہو کر ۱۸ جولائی قبل نماز عصر اختتام پذیر ہوا۔ نماز عشاء کے بعد مقامی امیر جناب عبداللطیف عقیلی نے رفقاء کو خوش آمدید کہا اور اجتماعات میں شرکت و نظم کی پابندی کی اہمیت بڑی دلسوزی کے ساتھ واضح کی۔ بعد ازاں رفقاء کا باہمی تعارف ہوا۔ پھر رفقاء آرام کے لئے چلے گئے۔ فجر سے پہلے رفقاء نے انفرادی طور پر نوافل ادا کئے۔ اس کے بعد رفقاء نے امیر محترم کا ۱۶ جولائی کا خطاب سنا۔ بعد نماز فجر جناب عبدالقادر انصاری صاحب نے درس قرآن دیا۔ انہوں نے سورۃ الحجرات کی آیات کے حوالہ سے ایمان حقیقی اور قانونی ایمان کا فرق واضح کیا۔ اس درس میں تقریباً ۳۰ احباب نے شرکت کی۔ درس کے بعد امیر محترم کے خطاب کا بقیہ حصہ سنایا گیا۔ ۹ بجے امیر محترم کا خطاب "متاع غرور" بذریعہ ویڈیو دکھایا گیا۔ ۱۱ بجے رفقاء کارنر میٹنگز کے لئے قرآن اکیڈمی سے برنس روڈ کے علاقے میں گئے۔ وہاں چار مقامات پر میگافون کے ذریعے جناب شجاع الدین شیخ' جناب عبدالقادر انصاری' جناب سعید الرحمن اور جناب سرفراز احمد خان نے خطاب کیا۔ انہوں نے لوگوں کو اپنا محاسبہ' توبہ' قرآن سے تعلق قائم کرنے کی دعوت دی۔ قرآن اکیڈمی آ کر نماز ظہر ادا کی۔ نماز کے بعد عبدالرحمن ہنگورہ صاحب نے درس حدیث دیا۔ حالات حاضرہ پر مذاکرہ ہوا۔ کارگل کی صورتحال زیر بحث آئی۔ درس قرآن کی مشق کے سلسلے میں جناب عبدالقدوس' جناب ریاض احمد بروہی اور رضوان سعید نے درس دیا۔ جناب عبداللطیف عقیلی صاحب نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے حالات زندگی بیان کئے۔ مطالعہ لٹریچر جناب سعید الرحمن نے کرایا۔ اس پروگرام میں ۲۹ رفقاء شریک ہوئے۔ جن میں ۱۳ کل وقتی اور ۱۶ جز وقتی اصحاب تھے۔

(رپورٹ: محمد بشیر)

دعائے مغفرت کی اپیل

چک نمبر ۱۲۷ جنوبی سرگودھا کے رفیق ریاض احمد کے بھائی اعجاز احمد افغانستان میں طالبان کی جانب سے جہاد کرتے ہوئے شہید ہو گئے ہیں۔ اللھم اغفرلہ وارحمہ وادخلہ فی رحمتک

حلقہ پنجاب غربی فیصل آباد
کا ہفت روزہ دعوتی پروگرام

حلقہ پنجاب غربی فیصل آباد کے سات روزہ دعوتی پروگرام کے لئے ۲۴ جولائی کو بعد از نماز عصر دس رفقاء پر مشتمل ایک قافلہ امیر حلقہ محمد رشید عمر کی قیادت میں اپنے پہلے پڑاؤ قرآن ہال سرگودھا کی جانب روانہ ہوا۔ اس قافلے میں راقم اور امیر حلقہ کے علاوہ پروفیسر خان محمد' ملک احسان الٰہی' میاں محمد یوسف' محمد فاروق' ارشد چوہدری کل وقتی شامل ہوئے۔ جبکہ نعمان اصغر اور عبدالرؤف جز وقتی شامل ہوئے۔ جب یہ قافلہ قرآن ہال سرگودھا پہنچا تو وہاں سے دو مزید رفقاء نذیر احمد اور صوبیدار محمد اکرم شامل ہو گئے۔

رات دو بجے یہ قافلہ مسجد بیت المکرم پی اے ایف روڈ میانوالی پہنچ گیا' جہاں حاجی عبداللہ صاحب بمع مقامی رفقاء ہمارے منتظر تھے۔

۲۵ جولائی : ساڑھے آٹھ بجے سے ساڑھے ۱۱ بجے تک تفہیم دین کلاس ہوئی جس میں پروفیسر خان محمد نے حقیقت ایمان کے موضوع پر خطاب کیا۔ رشید عمر نے شہادت حق اور اس کے عملی تقاضے اور اقامت دین کی فرضیت اور اس کا نبوی طریق کار پر خطاب کیا۔ ملک احسان الٰہی نے ایک مسجد میں خطاب کیا۔ عصر اور مغرب کے دوران رفقاء کو دو جماعتوں کی شکل میں تقسیم کردیا گیا جنہوں نے شہر میں گشت کیا اور ۴۳ افراد کو دعوت دی۔

بعد نماز مغرب حکیم محمد سعید صاحب نے جامعہ اکبریا میں خطاب کیا۔ شرکاء کی تعداد ۵۰ تھی اور پروفیسر خان محمد صاحب نے کمیٹی مسجد میں خطاب کیا۔ نماز عشاء کے بعد مذکورہ مسجد میں محمد بشیر صاحب نے درس قرآن دیا۔

۲۶ جولائی : نماز فجر کے بعد پروفیسر خان محمد کا درس قرآن ہوا۔ درس قرآن کے بعد فوراً تجوید کی کلاس ہوئی۔ ۹ سے ۱۱ بجے تک رفقاء کی پانچ ٹیموں نے گشت کے دوران ۶۵ افراد سے انفرادی ملاقاتیں کیں اور نماز عصر کے بعد رفقاء کی دو ٹیموں نے ۷ افراد سے خصوصی ملاقاتیں کیں۔ نماز مغرب کے بعد نعمان اصغر صاحب نے ایک مسجد میں خطاب کیا۔ رشید عمر نے دوسری مسجد میں "شہادت حق" کے موضوع پر خطاب کیا۔

۲۷ جولائی : نماز فجر کے بعد محمد اکرم صاحب نے درس قرآن دیا۔ درس کے بعد تجوید کی کلاس ہوئی۔ ناشتہ کے بعد رفقاء کی ایک ٹیم نے ۱۵ کے قریب افراد سے ملاقات کی۔ نماز عصر کے بعد مولانا عبدالقادر خان نیازی کے مدرسہ میں پروفیسر خان محمد نے خطاب کیا۔ نماز مغرب کے بعد رشید عمر اور ملک احسان الٰہی کا الگ الگ مساجد میں خطاب ہوا۔

۲۸ جولائی : نماز فجر کے بعد حکیم محمد سعید نے درس قرآن دیا۔ ناشتہ کے بعد تجوید کی کلاس ہوئی۔ بعد ازاں تمام رفقاء کندیاں کے لئے روانہ ہو گئے۔ ظہر کی نماز کندیاں میں ادا کی۔ نماز عصر کے بعد ایک مسجد میں حکیم سعید کا خطاب ہوا۔ خطاب کے بعد پچیس افراد سے انفرادی ملاقاتیں کی گئیں۔ نماز مغرب کے بعد حکیم سعید صاحب نے ایک مسجد میں خطاب کیا۔ محمد فاروق نے ساتھیوں کے ہمراہ نماز عصر کے بعد بیس افراد سے خصوصی ملاقاتیں کیں اور نماز عصر کے بعد محمد صادق صاحب نے بھی ایک مسجد میں خطاب کیا۔ ۶ افراد سے ذاتی رابطہ کیا۔ بعد نماز مغرب پروفیسر خان محمد نے مکی مسجد میں خطاب کیا۔ بہت سے افراد نے تعاون کے لئے اپنے ایڈریس دیئے۔

۲۹ جولائی : نماز فجر کے بعد پروفیسر خان محمد نے درس قرآن دیا۔ دوسری مسجد میں فاروق صاحب کا درس قرآن ہوا۔ درس قرآن کے بعد تجویز کی کلاس ہوئی۔ ۹ سے ۱۱ بجے تک خصوصی ملاقاتیں کی گئیں جس میں رفقاء کی ۵ ٹیموں نے ۷۰ افراد سے رابطہ کیا اور تنظیم کی دعوت پہنچائی۔ نماز عصر کے بعد ملک احسان الٰہی اور حکیم محمد سعید نے دو مختلف مساجد میں خطاب کیا۔ عصر تا مغرب رفقاء کی دو ٹیموں نے ۲۴ افراد سے خصوصی ملاقاتیں کیں۔ نماز مغرب کے بعد محمد صادق' ڈاکٹر عبدالرؤف اور پروفیسر خان محمد نے مختلف مساجد میں خطاب کئے۔

۳۰ جولائی : نماز فجر کے بعد ملک احسان الٰہی نے درس حدیث دیا۔ درس حدیث کے بعد تلاوت کی مشق کے لئے سورۂ حم السجدہ کا انتخاب کیا گیا۔ بعد میں آخری چار رکوع کا ترجمہ کیا گیا جس کے بعد رفقاء کو جمعہ کی تیاری کے لئے وقت دیا گیا۔ بعد میں تین مساجد میں پروفیسر خان محمد' ملک احسان الٰہی اور محمد صادق نے جمعہ کے خطبات میں فرائض دین اور اقامت دین کے نبوی طریق کار کو لوگوں کے سامنے واضح کیا۔ کندیاں سے ۱۹ افراد نے اپنے نام اور پتے درج کرائے تاکہ انہیں خط و کتابت کے ذریعے تنظیم اسلامی کی انقلابی دعوت دین سے آگاہ رکھا جائے۔

بعد نماز فجر واپسی کا سفر شروع ہوا۔ اس ہفت روزہ میں کمیٹی والی مسجد میانوالی کے مہتمم اور مکی مسجد کندیاں کے منتظمین نے بھرپور تعاون کیا۔ اسی طرح کندیاں میں نصیر احمد' سلیم احمد برادران اور رفیع اللہ کا تعاون بھی قابل قدر تھا۔

(رپورٹ : حافظ محمد ارشد)

ہمارا مطالبہ ہماری اپیل
دستورِ خلافت کی تکمیل

دعائے مغفرت کی اپیل

محترم مدیر ندائے خلافت

عرض ہے کہ ہمارے بھانجے اور بھائی مولانا سعید الرحمٰن علوی مرحوم کے داماد حافظ محمد اسد کچھ روز علیل رہنے کے بعد ۲۴ جولائی ۹۹ء کو راولپنڈی میں انتقال کر گئے۔ اِنا للہ واِنا اِلیہ رَاجعون

آپ سے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

والسلام

حافظ عزیز الرحمٰن خورشید

بھیرہ

۲۷ جولائی ۹۹ء

☆ ☆ ☆

ادارہ آپ کے غم میں برابر کا شریک اور مرحوم کے لئے دست بدعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے' انہیں اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(مدیر)

انتقال پُر ملال

تنظیم اسلامی کراچی ضلع شرقی نمبر ۲ کے رفیق محترم بشیر احمد سلیمی کے سسر' اسی تنظیم کے رفیق محترم ریاض احمد کی خوشدامن اور چچا کا انتقال ہو گیا ہے۔

☆ ☆ ☆

رفقاءِ تنظیم اسلامی کراچی ضلع شرقی نمبر ۱ عبدالغفار کی والدہ اور شہزاد احمد کی نانی انتقال کر گئیں۔ اِنا للہ واِنا اِلیہ رَاجعون

قارئین ندائے خلافت سے مرحومین کے لئے دعائے مغفرت کی استدعا ہے۔

ضرورت رشتہ

پٹھان فیملی سے تعلق رکھنے والی ایم اے (پاک سٹڈیز) دینی رجحان کی حامل طالبہ کے لئے دین دار' شرعی پردہ کے پابند گھرانے سے ایم اے' بی اے کاروباری یا سرکاری ملازم کا رشتہ درکار ہے۔

رابطہ : میجر (ر) فتح محمد A-18 ناصر مینشن شعبہ بازار ریلوے روڈ نمبر 2 پشاور فون : 214495

اطلاع برائے ملتزم رفقاء تنظیم اسلامی پاکستان

ملتزم رفقاء کا سالانہ تربیتی اجتماع ان شاء اللہ العزیز 24 اکتوبر 99ء بروز اتوار بعد نماز عصر سے 28 اکتوبر 99ء جمعرات نماز ظہر تک قرآن آڈیٹوریم 191۔ اتاترک بلاک' نیو گارڈن ٹاؤن لاہور میں منعقد ہو گا۔

المعلن : ڈاکٹر عبدالخالق' ناظم اعلیٰ تنظیم اسلامی پاکستان

ہفت روزہ ندائے خلافت لاہور
سی پی ایل نمبر: 127
جلد 8' شمارہ 31
سالانہ زرِتعاون -/175 روپے

پبلشر: محمد جمیل اسعد طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس۔ ریلوے روڈ' لاہور
مقامِ اشاعت: 36۔کے' ماڈل ٹاؤن لاہور
فون: 5869501-03

معاونینِ مدیر:
○ فرقان دانش خان ○ مرزا ایوب بیگ
○ نعیم اختر عدنان ○ سردار اعوان
نگرانِ طباعت: شیخ رحیم الدین

تعلیم و تعلم

انجمن خدام القرآن' کراچی کے زیرِ اہتمام
قرآن اکیڈمی میں قائم مدرسۃ البنات

ایک تعارف

مرتبہ: شگفتہ بنت محمود

حضور ﷺ نے فرمایا کہ ((خَيْرُكُمْ مَّنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَهٗ)) "تم میں سے بہترین لوگ وہ ہیں جو قرآن سیکھیں اور سکھائیں"۔ لیکن آج ہم اپنے اطراف میں نظر دوڑاتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ ہم نے قرآن کی تعلیمات کو بالکل فراموش کر دیا ہے۔ اللہ کی اس رسی کو بالکل چھوڑ دیا ہے جس کے نتیجے میں ہم پستی اور گمراہی کے گڑھے میں گرتے چلے جا رہے ہیں حالانکہ دینی تعلیم کا حصول ہر مسلمان پر فرض ہے خواہ وہ مرد ہو یا عورت۔ خواتین کے لئے اس کی اہمیت کہیں زیادہ ہے کیونکہ ایک عورت کی گمراہی نسلوں کی گمراہی کا باعث بنتی ہے اور ایک عورت کے سیرت و کردار کی اصلاح نسلوں کے لئے خیر و برکت کا باعث بنتی ہے۔ آج کل بڑھتی ہوئی بے حیائی اور فحاشی کو نظر میں رکھتے ہوئے یہ امر ناگزیر ہے کہ عورت کو اس کے اصل مقام کی طرف واپس لایا جائے۔

مدرسۃ البنات کا قیام:

خواتین کے لئے دینی تعلیم کی اس اہمیت کی وجہ سے انجمن خدام القرآن سندھ 'کراچی نے قرآن اکیڈمی میں اگست ۹۶ء میں مدرسۃ البنات کا آغاز کیا۔ فروری ۹۹ء میں مدرسۃ البنات کو شعبہ خواتین کے تحت کر دیا گیا۔ شعبۂ خواتین میں خواتین کے لئے جن تعلیمی و تدریسی امور پر کام کیا جا رہا ہے۔

اساتذہ اور انتظامیہ:

۱) مارچ ۹۹ء سے شعبہ خواتین کی مشاورت کمیٹی کی بنیاد ڈالی گئی جس کا اجلاس ہر ماہ باقاعدگی سے ہوتا ہے۔ اس کی صدارت کے فرائض ناظمہ شعبہ خواتین قرآن اکیڈمی انجام دے رہی ہیں۔ اجلاس میں مدرسہ کے انتظامی و تدریسی معاملات میں باہم مشاورت کی جاتی ہے۔ جس کے نتیجے میں مدرسہ کی کارکردگی میں اور اضافہ ہوا ہے۔

۲) مدرسۃ البنات (شعبہ خواتین) اس اعتبار سے منفرد حیثیت کا حامل ہے کہ اس میں تدریس کی تمام ذمہ داریاں خواتین ادا کر رہی ہیں جو کہ دینی اور جدید دونوں طرح کی تعلیم سے بہرہ ور ہیں اور وہ یہ ذمہ داریاں کسی پیشہ کے طور پر نہیں بلکہ خالصتاً دینی جذبہ اور اصلاح معاشرہ و خدمت خلق کے مشن کے تحت اعزازی طور پر کر رہی ہیں۔

۳) شعبہ خواتین کے ضمن میں یہ بات بھی قابلِ ذکر ہے کہ انتظامی و تدریسی خدمات انجام دینے والی اکثر خواتین نے اسی شعبہ سے مستفید ہو کر تدریس کی استعداد حاصل کی ہے اور ان خواتین کی اکثریت تنظیم اسلامی میں شامل ہو چکی ہے۔

۴) مدرسۃ البنات کے تمام اخراجات مدرسہ کی فیس اور خواتین کے مالی تعاون کے ذریعے پورے کئے جاتے ہیں۔

طلبہ و طالبات:

اس مدرسہ میں خواتین 'بچیاں اور ۱۰ سال سے کم عمر کے بچے زیرِ تعلیم ہیں۔ شعبہ خواتین کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے خصوصی تائید و نصرت حاصل ہوئی ہے جس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ اکتوبر ۹۶ء میں طلبہ و طالبات کی تعداد ۶۸ تھی اس میں روز بروز اضافہ ہوا جس کے نتیجے میں جون ۹۹ء میں تعداد بڑھ کر ۱۶۵ ہو گئی۔

نصاب و کلاسز:

اس مدرسہ میں طلبہ و طالبات مندرجہ ذیل کلاسز سے استفادہ حاصل کر رہے ہیں۔

۱) تجوید (برائے اطفال و خواتین)
۲) عربی گرامر
۳) قرآن میں عربی کی اپلیکیشن
۴) تفسیر قرآن
۵) منتخب نصاب
۶) مطالعۂ حدیث
۷) سیرت نبوی ﷺ
۸) لٹریچر
۹) ہر ماہ درس قرآن
۱۰) سمر کورس (موسم گرما کی تعطیلات میں فہم دین کی کلاس)
۱۱) ایک سالہ کورس

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مدرسۃ البنات کی مقبولیت میں روز بروز اضافہ ہوتا جا رہا ہے جس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ مدرسہ سے تعلیم حاصل کرنے کے لئے خواتین کورنگی 'ملیر' گلشن اقبال اور ناظم آباد جیسے دور دراز علاقوں سے آتی ہیں۔
الحمد للہ مدرسہ کے آغاز سے اب تک ۵۴ خواتین عربی گرامر کا کورس مکمل کر چکی ہیں جبکہ ۵۱ خواتین ابھی تک زیرِ تعلیم ہیں' ایک سالہ کورس نومبر ۹۹ء میں مکمل ہو جائے گا۔ ان شاء اللہ

احباب نوٹ فرمالیں!
قرآن کالج آف آرٹس اینڈ سائنس میں
داخلوں کا پہلا مرحلہ مکمل ہو جانے کے بعد اب دوسرے مرحلے کے لئے
انٹرویوز 21/اگست کو ہوں گے' داخلہ فارم 20/اگست تک وصول کئے جائیں گے
داخلہ کے خواہشمند طلبہ فوراً رجوع کریں
☆ ☆ ☆
قرآن کالج فار گرلز میں ایف اے سال اول میں
داخلے ابھی جاری ہیں۔ داخلہ کے لئے انٹرویوز 17/اگست کو صبح 9 بجے
پرنسپل آفس K-433' ماڈل ٹاؤن توسیعی سکیم میں ہوں گے۔ ان شاء اللہ